عظیم ترین گناہ

مدرس: پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْکَبَائِرِ' قَالَ: ((اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ)) (متفق علیہ)☆

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبیرہ (یعنی بڑے بڑے) گناہوں کے بارے میں دریافت کیا گیا (کہ وہ کون کون سے گناہ ہیں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خدا کے ساتھ شرک کرنا' ماں باپ کی نافرمانی وایذا رسانی' کسی بندے کو (ناحق) قتل کرنا اور جھوٹی گواہی دینا''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بڑے بڑے گناہوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو جواب میں آپؐ نے یہاں چار گناہ بتائے ہیں' جن میں اوّل اللہ کے ساتھ شرک ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں بے مثل ہے' اس کا کوئی ثانی نہیں' وہی ہے جو کائنات کا خالق اور مالک ہے۔ اُسی کی مشیت ہر آن کارفرما ہے۔ رزق کی فراہمی' اولاد کا عطا کرنا وغیرہ سب اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہی عالم الغیب ہے' وہی لوگوں کی مشکلات دور کرنے والا ہے' صحت اور بیماری اسی کی طرف سے ہے' وہی معبود یکتا ہے۔ توحید باری تعالیٰ اس قدر واضح اور نمایاں ہے کہ اس کا انکار ممکن نہیں۔ اس کے باوجود جو شخص خدائی صفات کو مخلوق کے کسی فرد میں مان لے یا اللہ کی کسی صفت کو محدود تسلیم کرے تو گویا اس نے شرک کیا۔ مراسمِ عبودیت صرف اللہ کے لیے ہیں۔ صرف وہی معبود ہے۔ کائنات کا ہر فرد خواہ وہ جن ہو' یا فرشتہ ہو' یا انسان ہو اللہ کا محتاج اور اس کا بندہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کو اوّل درجہ کا گناہ کبیرہ بتایا ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صرف اس ایک گناہ کو ناقابل بخشش قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝۴۸﴾ (النساء)

''یقیناً اللہ تعالیٰ اِس گناہ کو تو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اُس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا اور گناہ جس کے لیے چاہے گا معاف فرما دے گا۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کا شریک مقرر کیا تو اُس نے تو بڑا

☆ صحیح البخاری' کتاب الشهادات' باب ما قیل فی شهادة الزور۔ وصحیح مسلم' کتاب الایمان' باب بیان الکبائر واکبرها۔ الفاظ صحیح بخاری کے ہیں اور صحیح مسلم میں قتل نفس کو چھوڑ کر باقی تین گناہوں کا ذکر ہے۔

بہتان باندھا''۔

شرک کو اکبر الکبائر بھی کہا گیا ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شرک صرف بُت پرستی کا نام ہے' حالانکہ شرک وہ گناہ ہے جس کا ارتکاب اہل ایمان سے بھی ممکن ہے کہ وہ عقیدت میں غلو سے کام لیتے ہوئے انبیاء واولیاء کے اوصاف بیان کرتے ہوئے انہیں اللہ کی صفات کے ساتھ متصف کر دیتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾﴾ (یوسف)

''اور اُن میں سے اکثر لوگ اللہ پر ایمان رکھنے کے ساتھ ساتھ شرک بھی کرتے ہیں۔''

یہی وجہ ہے کہ جب کسی نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ الفاظ کہے کہ: مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ ''جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں۔'' تو آپ ﷺ نے ٹوک دیا اور فرمایا: ((اَجَعَلْتَنِيْ لِلّٰهِ نِدًّا؟ قُلْ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ))(۱) ''تم نے مجھے اللہ کا شریک ٹھہرا دیا؟ صرف یہ کہو کہ جو اللہ وحدہٗ چاہے!''

خوشی کے ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں چھوٹی بچیاں دَف بجاتے ہوئے غزوۂ بدر میں شہید ہونے والے اپنے بزرگوں کو خراجِ تحسین پیش کر رہی تھیں کہ ایک بچی نے یہ کہا: وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ ''اور ہمارے درمیان وہ نبیؐ ہیں جو کل کی خبر رکھتے ہیں'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَقُوْلِيْ هٰكَذَا وَقُوْلِيْ مَا كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ))(۲) ''یہ بات مت کہو' اور جو بات تم کہہ رہی تھی وہی کہو''۔

زیر درس حدیث میں کبیرہ گناہوں کے تذکرے میں رسول اللہ ﷺ نے جس دوسرے گناہ کا ذکر کیا ہے وہ ماں باپ کی نافرمانی اور حق تلفی ہے۔ ماں باپ اولاد کی انتہائی شفقت اور محبت کے ساتھ پرورش کرتے ہیں۔ اُن کی ضروریات اور خواہشات کی تکمیل میں لگے رہتے ہیں۔ خود تکلیف برداشت کر لیتے ہیں مگر اولاد کو مشقت میں نہیں پڑنے دیتے۔ لہٰذا اخلاق کا تقاضا ہے کہ ایسے محسنوں کے احسان کا بدلہ چکانے کے لیے اولاد ہمہ تن فرمانبرداری کا رویہ اختیار کرے۔ انہیں کسی بھی طور ناراض نہ کرے' نہ اُن کا دل دکھائے اور نہ تکلیف دے۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے بوڑھے ماں باپ کے ساتھ اونچی آواز اور تلخ لہجے میں بات نہ کریں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾﴾ (بنی اسراء یل)

''پس اِن دونوں کو اُف تک نہ کہو اور نہ ہی ان کو جھڑکو' بلکہ ان کے ساتھ نرمی سے بات کرو''۔

آگے فرمایا گیا کہ ان کے لیے اپنے پروردگار سے رحم کی درخواست کیا کرو:

﴿وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾﴾ (بنی اسراء یل)

''اور کہو اے میرے پروردگار! ان پر رحم فرما جیسے کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔''

اس ضمن میں یہاں تک ہدایت کی گئی ہے کہ اگر والدین کافر اور مشرک ہوں اور تمہیں شرک پر مجبور کریں تو

بھی تم دنیا میں اُن کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا﴾ (لقمٰن:١٥)

''اور اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک کرے جس کا تیرے پاس کوئی علم نہیں (کوئی سند نہیں) تو ان کی اطاعت ہرگز نہ کر' البتہ دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتا رہ۔''

قرآن مجید میں جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور شرک سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے وہاں ساتھ ہی والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی بھی تاکید کی گئی ہے' اور یہ مضمون قرآن مجید میں ایک سے زیادہ مرتبہ آیا ہے۔ ایک جگہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾ (النساء:٣٦)

''اور اللہ کی عبادت کرو' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور والدین سے اچھا سلوک کیا کرو''۔

ایک اور جگہ فرمایا گیا:

﴿لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾ (البقرة:٨٣)

''(بنی اسرائیل سے عہد لیا گیا تھا کہ) تم لوگ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو گے اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک رکھو گے''۔

اگر کسی کو عقلِ سلیم کی دولت سے نوازا گیا ہے تو وہ یقیناً اپنے محسن کے ساتھ احسان و مروّت اور نیک سلوک کرے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان روایت کرتے ہیں کہ:

((رِضَى الرَّبِّ فِيْ رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ))(٣)

''باپ کی رضا میں اللہ کی رضا ہے اور باپ کے غصہ میں اللہ کی ناراضگی ہے''۔

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ))(٤)

''جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔''

گویا ماں باپ کی خدمت' اطاعت اور خیر خواہی نہایت ضروری ہے اور ان کو ناراض کرنا اور اذیت پہنچانا گناہِ کبیرہ ہے۔

زیر درس حدیث کی رو سے تیسرا بڑا گناہ قتل ناحق ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے زندگی دی ہے اُس سے زندگی چھین لینا کسی کے لیے جائز نہیں۔ ناحق قتل کی سزا قرآن مجید میں صاف طور پر دخولِ جہنم بیان کی گئی ہے۔ الفاظ اِس طرح ہیں:

﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴿۹۳﴾﴾ (النساء)

''اور جو شخص کسی مؤمن کو قصداً مار ڈالے تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب ہے اور اُس کی لعنت ہے اور اللہ نے ایسے شخص کے لیے بڑا سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

اسلامی تعلیمات میں تو مسلمان کو مسلمان کا بھائی قرار دیا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ ہر مسلم دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ اس کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ مشہور حدیث نبویؐ ہے کہ:

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ))(۵)

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

ایک اور جگہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ))(۶)

''تم میں سے کوئی اُس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لیے وہی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔''

گویا مسلمان تو مسلمان کا بھائی ہے اور اس کے حسن سلوک کا مستحق ہے' چہ جائیکہ اس کے ساتھ بدترین سلوک کرتے ہوئے اس کی جان لے لی جائے! زندگی تو اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ کسی دوسرے کی جان لینا تو دور کی بات ہے کسی مسلمان کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ خود اپنی زندگی ختم کر لے' یعنی خودکشی کر بیٹھے۔ قتل عمد اکبر الکبائر میں سے ہے۔ اسلام نے تو قتل خطا پر بھی سزا رکھی ہے۔ ناحق قتل کرنے والے کی سزا دنیا میں قتل ہے' البتہ قاتل سے اگر مستقبل میں اصلاحِ احوال کی توقع ہو تو معاف کرنے کو پسند کیا گیا ہے۔

اس حدیث کی رو سے چوتھا بڑا گناہ جھوٹی گواہی دینا ہے۔ جھوٹی گواہی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ صحیح صورتِ حال سامنے نہ آ سکے گی۔ جھوٹی گواہی کی بنیاد پر بے گناہ کو سزا مل سکتی ہے اور مجرم سزا سے بچ سکتا ہے۔ جھوٹ تو رذائل اخلاق میں سب سے بڑے گناہوں میں شمار ہوتا ہے' بلکہ یہ تو مسلمان کی شان کے خلاف ہے کہ وہ جھوٹی بات کہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى الْخِلَالِ كُلِّهَا اِلَّا الْخِيَانَةَ وَالْكَذِبَ))(۷)

''مؤمن کی طبیعت اور فطرت میں ہر خصلت کی گنجائش ہے سوائے خیانت اور جھوٹ کے۔''

اسلام ایسی بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا جس میں جھوٹ کا شبہ ہو۔ دنیا میں بہت سی ایسی چیزیں

ہیں جن کی بدبو یا خوشبو بڑی واضح ہوتی ہے۔ اسی طرح نیکی کے کاموں میں خوشبو اور برے کاموں میں بدبو ہوتی ہے جس کو ملائکہ محسوس کرتے ہیں۔ ایسے بدبودار اعمال میں سے ایک جھوٹ بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کے جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے اس سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔(۸)

جھوٹ کی برائی کی شدت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ چھوٹے بچوں کو اپنے پاس بلانے کے لیے جھوٹ موٹ کا لالچ دینے کو بھی جھوٹ کہا گیا ہے اور اسے ناپسند کیا گیا ہے۔ ایسی صورت میں بچے کو جو چیز دینے کا کہا جائے وہ اسے ضرور دینی چاہیے۔ جھوٹی گواہی تو اور بھی بری ہے۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھی، جب آپ اس سے فارغ ہوئے تو ایک دم کھڑے ہو گئے اور تین مرتبہ یہ بات دہرائی کہ:

((عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ بِالشِّرْكِ بِاللّٰهِ)) (۹)

''جھوٹی گواہی اللہ کے ساتھ شرک کے برابر قرار دے دی گئی ہے''۔

پھر آپؐ نے سورۃ الحج کی یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾﴾ ''اور جھوٹی باتوں (اور جھوٹی گواہی) سے بچو!''

رسول اللہ ﷺ نے کئی مواقع پر جھوٹی گواہی سے شدت کے ساتھ روکا ہے۔ ہر مؤمن کے لیے لازم ہے کہ وہ صغیرہ گناہوں سے بھی بچے اور شرک، والدین کی حق تلفی، قتل ناحق اور جھوٹی گواہی اور دروغ گوئی جیسے گناہوں سے تو کوسوں دور رہے، تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا نشانہ نہ بنے۔

حواشی

(۱) مسند احمد و مدارج السالکین لابن قیم ۱/۶۰۲۔ مسند احمد میں ''نِدًّا'' کے بجائے ''عَدْلًا'' کا لفظ ہے۔

(۲) صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب شھود الملائکۃ بدرا۔ و متعدد دیگر مقامات۔

(۳) سنن الترمذی، کتاب البر و الصلۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء من الفضل فی رضا الوالدین۔

(۴) مختصر المقاصد للزرقانی: ۳۴۸۔ وضعیف الجامع الصغیر للالبانی: ۲۶۶۶۔

(۵) صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔ وصحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان تفاضل الاسلام وای امورہ افضل۔

(۶) صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ۔ وصحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من خصال الایمان ان یحب لاخیہ۔

(۷) مسند احمد۔

(۸) سنن الترمذی۔

(۹) سنن الترمذی، کتاب الشھادات عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی شھادۃ الزور۔